بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملہم الصواب

واضح رہے کہ تصویر کی حرمت احادیث صریحہ و صحیحہ سے ثابت ہے، اور یہ احادیث معنوی طور پر حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إن أحاديث النهي عن التصاوير متواترة المعنى بلا ريب"

تصاویر کی حرمت کی احادیث بلاشبہ معنوی طور پر متواتر ہیں

(أحكام القرآن، الحزب الخامس، ص: ۳۳۱)

لہٰذا اکابر امت اور تمام فقہی مکاتب فکر کے جمہور علماء کرام کے نزدیک ہر جاندار کی تصویر خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، مجسمہ کی شکل میں ہو یا ڈیجیٹل شکل میں، کاغذ پر ہو یا کپڑے پر بنانا ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه

مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم، أو دينار أو فلس، أو إناء أو حائط أو غيرها، وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذلك مما فيه ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام.. ولا فرق في هذا كله ما له ظل وما لا ظل له، هذا تلخيص مذهبنا في المسئلة، وبمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم، وهو مذهب الثوري ومالك وأبي حنيفة وغيرهم، و قال بعض السلف: إنما ينهى عما كان له ظل، ولا بأس بالصور التي ليس لها ظل، وهذا مذهب باطل؛ فإن الستر الذي أنكر النبي صلى الله عليه وسلم الصورة فيه لا يشك أحد أنه مذموم وليس لصورته ظل مع باقي الأحاديث المطلقة في كل صورة"۔

(شرح النووي، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان: ۱۹۹/۲)

"ہمارے علماء (شافعیہ) اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ حیوان کی تصویر بنانا سخت حرام اور کبائر میں داخل ہے، اس لئے کہ اس پر یہ سخت وعید آئی ہے جو احادیث میں مذکور ہے، خواہ تصویر کو پامال و ذلیل کرنے کیلئے بنایا ہو، یا کسی اور مقصد کیلئے، ہر حال میں اسکی صنعت حرام ہے، کیونکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کا مقابلہ ہے، اور چاہے کپڑے، بچھونے پر بنائی جائے، یا درہم و دینار اور پیسوں پر، اور یا برتن اور دیوار وغیرہ پر، البتہ درخت، اونٹ کے کجاوے، اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا حرام نہیں ۔۔۔۔ اور ان تمام احکام میں سایہ دار (مورت) اور غیر سایہ دار (صرف نقش) میں کوئی فرق نہیں۔

اس مسئلہ میں یہ ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے، اور یہی قول جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور مابعد کے علماء کا ہے، امام ثوری، امام مالک، امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ وغیرہم کا بھی یہی مسلک ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ سایہ دار تصویر ممنوع و حرام ہے، غیر سایہ دار تصویر میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ مذہب باطل ہے، کیونکہ جس پردے کے نقش تصویر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی تھی؛ وہ تصویر بلا شبہ مذموم ہے، حالانکہ وہ غیر سایہ دار تھی، نیز باقی احادیث بھی علی الاطلاق ہر تصویر کی حرمت پر دال ہیں"۔

معاصرین اہلِ علم کا اختلاف

جب تک ڈیجیٹل مشینوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی، اور تصاویر پائیدار اور منقش طریقہ پر ریل (Reel) میں محفوظ ہو جاتی تھیں، اور انہیں تصاویر

کر کے ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعے دکھایا جاتا تھا، انکی حرمت میں کوئی شبہ نہ تھا، لیکن پھر تصویر کی صنعت میں مزید ترقی ہوئی، اور ڈیجیٹل مشینوں کا وجود عمل میں آیا، اور انکے ذریعے اسکرین پر غیر ثابت اور غیر مستقر تصاویر آنے لگیں، تو چند علمائے کرام نے ان نقوش کو تصاویر قرار دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ شرعاً حرام تصویر وہ ہے جو کسی چیز پر دائمی طور پر ثابت ہو کر منقش ہو گئی ہو، جبکہ یہ نقوش آنے کے ساتھ ساتھ فنا ہوتے جاتے ہیں۔
لہٰذا انکو صرف تصویر کی بنیاد پر ناجائز نہیں کہا جائے گا، البتہ اگر ناجائز ہونے کی دوسری کوئی وجہ موجود ہو تو اسے ممنوع قرار دیا جائیگا۔
لیکن جمہور علمائے کرام نے اس نظریہ کی سختی سے تردید کی، اور اسے بھی حرام قرار دیا، ہماری تحقیق بھی یہی ہے کہ اسکرین پر نظر آنے والے نقوش حرام تصویر کے حکم میں ہیں، خواہ ڈیجیٹل مشینوں کے ذریعے بن پائے ہوں۔

تصویر کی تعریف سے اس نظریہ کی تردید

تصویر کی لغۃً، اصطلاحاً، شرعاً اور عرفاً تعریفات بھی اس نظریہ کی تردید کیلئے کافی ہیں، تصویر باب تفعیل کا مصدر ہے، صُورۃ سے ماخوذ ہے۔
علامہ فیروز آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
"الصورة (بالضم): الشكل، ج: صُوَر وصِوَر ... وتستعمل الصورة بمعنى النوع والصفة" (القاموس المحيط: ۲/۷۳، دار الفكر)
"صُورت شکل کو کہتے ہیں، اسکی جمع صُوَر اور صِوَر آتی ہے ... صورت کا استعمال نوع اور صفت کے معنی میں بھی ہوتا ہے"۔
شیخ ابو حاتم احمد بن حمدان رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"وتكون الصورة معناها: المثال، ومنها قيل للتماثيل: التصاوير لأنها مُثّلت على مثال الصور، فكأن كل أمر إذا انتهى إلى غايته وتمامه ظهرت صورته وبرز مثاله، ويقال: كيف صورة هذا الأمر؟ أي: كيف مثاله؟"۔
(كتاب الزينة في الكلمات الإسلامية: ۱/۵۹، بحوالہ شرعی تصویر کی حقیقت)
"صورت کا معنی مثال کے آتے ہیں، اور تماثیل یعنی مجسموں کو تصاویر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا نقشہ صورتوں کی مثال کے مطابق بنایا جاتا ہے، گویا کہ جو امر بھی اپنی غایت اور منتہی تک پہنچ جائے تو اس کی صورت اور مثال ظاہر ہو جاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اس امر کی صورت کیسی ہے؟ یعنی اسکی مثال کیسی ہے؟"۔

Scanned by CamScanner

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سفر، وقد سترت بقرام لي على سهوة لي فيها تماثيل، فلما رآه رسول اللہ صلى الله عليه وسلم هتكه وقال: ((أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله))، قالت: فجعلناه وسادة أو وسادتين".

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے، اور میں نے روشندان پر ایک باریک تصویر دار پردہ لٹکا رکھا تھا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تصویر دار پردہ کو دیکھا تو اسے پھاڑ دیا، اور فرمایا: کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفت خالقیت میں اللہ تعالی کی نقل اتارتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے پردہ چاک کر کے اس سے ایک یا دو تکیے بنا لئے۔

(صحیح البخاري، باب ما وطئ من التصاوير، الحديث: ٥٩٥٤)

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تدخل الملائكة بيتا فيه تماثيل أو تصاوير".

(صحيح مسلم، باب تحريم صورة الحيوان، الحديث: ٥٥٤٥)

"فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مجسمے یا تصاویر ہوں"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ:

"كل مصور في النار، يجعل له بكل صورة صوّرها نفسا فتعذّبه في جهنم" (صحيح مسلم، باب تحريم صورة الحيوان، الحديث: ٥٥٤٠)

"ہر تصویر بنانے والا آگ میں ہوگا، اللہ تبارک وتعالی اس کے لیئے ہر اسکی بنائی ہوئی تصویر کے بدلہ میں ایک شخص کو پیدا فرمائیں گے جو دوزخ میں اسے عذاب میں مبتلا رکھے گا".

یہ حدیثیں اور اس جیسی بے شمار حدیثیں تصویر کی مطلقاً حرمت پر دال ہیں، ان میں نہ تو عکس وسایہ کا ذکر ہے اور نہ ہی پائیدار ومستقر کا۔

پھر احادیث میں جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت کی ایک علت اللہ تعالی کی صفت خالقیت میں اس کی نقالی کرنا ہے جو شرک کے زمرے میں آتی ہے، اور یہ ظاہری نقالی اور مشابہت جدید شعاعی اور عکسی تصویر میں بوجہ اتم پائی جاتی ہے، تو جب ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر ادنی مشابہت

Scanned by CamScanner

کی وجہ سے حرام ہے تو عکسی تصویر بطریق اولیٰ حرام ہوگی کہ اس میں جاندار کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر لیا جاتا ہے

پھر شریعت کے احکام ظاہر پر مبنی ہوتے ہیں، اور بظاہر یہ تصویر ہی ہے بلکہ حقیقت میں بھی تصویر ہے کیونکہ تصویر کی بنیادی اشیاء اس میں موجود ہیں یعنی روشنی کے رنگ، اور مصور جسم کی صورت میں پیش کرنا، اور کمال کو پہنچ جانا۔

ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں

البتہ مجبوری اور ضرورت کے وقت شریعت نے ارتکاب حرام کی اجازت دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ((فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیه)) [سورة البقرة: ٢، الجزء: ٢، الآية: ١٧٣]

لہٰذا اضطرار اور مجبوری کے وقت بقدر ضرورت خنزیر کا گوشت کھانے اور شراب پینے کی گنجائش ہے۔

شمس الأئمة محمد بن احمد سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ألا ترى أن المسلمين يتبايعون بدراهم الأعاجم فيها التماثيل بالتيجان، ولا يمنع أحد عن المعاملة بذلك".

(شرح السیر الکبیر، باب ما یحل علیہ النفل: ٣/ ١٤٢، عباس احمد الباز)

"دیکھیے کہ مسلمان عجمیوں کے ایسے دراہم کے ذریعہ خرید و فروخت کرتے ہیں، جن پر تاج پوش بادشاہ کی تصویر بنی ہوتی ہے لیکن ان دراہم کے ذریعے معاملات کرنے سے کوئی بھی منع نہیں کرتا"۔

امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله".

"اگر کسی ایسے ہتھیار کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آجائے جس پر تصویر بنی ہوئی ہو تو اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں"

اس عبارت کی شرح میں امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة".

"کیونکہ ضرورت کے مواقع حرمت سے مستثنیٰ ہوتے ہیں، جیسے ضرورت کے موقع پر مردار جانور کھانا"

(شرح السیر الکبیر، باب ما یکرہ فی دار الحرب: ٤/ ٢١٨، عباس أحمد)

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے شناختی کارڈ، پاسپورٹ، اور دیگر اہم سرکاری دستاویزات اور دہشت گردی سے حفاظت کی خاطر تصویر

کی اجازت دی ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض ممالک بعیدہ" کے سفر کیلئے عام حکومتوں کی طرف سے مسافر کو مجبور کیا جاتا ہے کہ پاسپورٹ حاصل کرے اور اپنا فوٹو کھنچوائے، اگر یہ سفر کسی شرعی کے لئے یا معاش کی ضرورت کیلئے ہو تو بوجہ اضطرار کے فوٹو کھنچوانا جائز ہے۔"

(تصویر کے شرعی احکام، ص: ۷۰)

لیکن موجودہ دور میں ٹی وی کا خریدنا، اسے گھر میں رکھنا اور دینی دعوتوں کیلئے اسے استعمال کرنا (لعنت تصویر کے علاوہ) بچند وجوہ ناجائز اور حرام ہے:

۱۔ عصر حاضر میں تبلیغ دین کے سلسلہ میں اضطرار کی وہ کیفیت نہیں کہ اگر ٹی وی کے ذریعے تبلیغ دین نہ کیا جائے تو خدانخواستہ لوگ مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے، تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کیلئے وعظ و نصیحت، درس قرآن و حدیث، دعوت و تبلیغ، مختلف اوقات میں موقع ومحل کے اعتبار سے ہفتہ وار اور ماہانہ اصلاحی بیانات تصنیف و تالیف، افتاء و تدریس، اور اصلاحی مضامین پر مشتمل مختلف رسائل و مجلات جیسے اہم ذرائع موجود ہیں۔

خوف خدا رکھنے والے حضرات علمائے کرام ان ذرائع کو اپنا کر خدمت دین متین میں شب و روز مصروف ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان ذرائع سے کامل طور پر فائدہ بھی ہو رہا ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

۲۔ ٹی وی کا اگر بالفرض و محال کوئی فائدہ بھی ہو تو اسکی گنجائش دینے سے عوام میں تصویر سازی کی لعنت کے جواز کی خوب اشاعت و تبلیغ ہوگی اور وہ تصویر سازی کو ہر جگہ جائز سمجھنے لگیں گے، والمفضی الی الحرام حرام۔

۳۔ ٹی وی آلہ معصیت ہے، اسکی ایجاد فحاشی و عریانی کو پھیلانے کیلئے ہے، ٹی وی سے برائی و بے حیائی پھیلائی جا سکتی ہے، اسکے ذریعے دین کی اشاعت ہو، اور اسے موجودہ شکل میں تبلیغ دین کیلئے استعمال کیا جائے ممکن نہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ، کیا شر کے ذریعے خیر آ سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: خیر خیر ہی کے ذریعے آ سکتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب التحذیر من الاغترار، الحدیث: ۲٤۲۲)

Scanned by CamScanner

ہے ۔ ٹی وی پر جو مختلف پروگرام آتے ہیں، ان میں سے اکثر و بیشتر
کھیل تماشے ہوتے ہیں، ان میں ناچ گانا، حیاسوز مناظر کا اجتماع، انتہائی
پست اور رزیل اعمال کی طرف دعوت ہوتی ہے، اور جو دینی پروگرام
ہوتے ہیں، وہ بہت ہی کم، پھر ان میں بھی اکثریت فرق باطلہ اور
اہل بدعت کی خرافات کی ہوتی ہے، جس سے دین کے نام پر لوگوں
کے اعمال و عقائد کو خراب کیا جاتا ہے۔

۵ ۔ اگر پروگرام بالکل قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق بھی
ہوں تو وہ ہفتہ (۱۶۸) گھنٹوں میں صرف ایک یا کم و بیش گھنٹوں پر
مشتمل ہوتے ہیں، صرف ایک گھنٹے کیلئے ہفتہ میں ٹی وی کھولنا اور
بقیہ (۱۶۷) گھنٹے بند رکھنا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے،
ٹی وی دیکھنے والے اتنے متقی و پرہیزگار بھی نہیں ہوتے کہ ہفتہ بھر ٹی
وی کو ہاتھ نہ لگائیں، اگر بالفرض ایسا ہو تو اولاً وہ لوگ پھر ہدایت
یافتہ ہیں، کم از کم ٹی وی کے ذریعے بیان اور ہدایت کی انہیں ضرورت
نہیں، ثانیاً ایسے افراد بہت ہی کم ہوں گے جو آٹے میں نمک
کے برابر بھی نہیں، اکثریت اسے معصیت میں استعمال کریگی۔
کسی چیز کے جواز اور عدم جواز کا فیصلہ حکم اس کے عام استعمال اور ابتلاء
کو دیکھ کر لگایا جاتا ہے، قلیل کالعدم استعمال کو نہیں دیکھا جاتا،
اور عام استعمال اسکا ناجائز ہو رہا ہے۔

مصلحت اور معصیت کا ٹکراؤ

یاد رہے کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت جن تصاویر کی اجازت
دی گئی ہے اس میں "اھون البلیتین" کو اختیار کیا گیا ہے، ورنہ
کسی مصلحت دنیویہ کی خاطر جس طرح معصیت کا ارتکاب کرنا جائز نہیں
مثلاً دنیوی نفع کیلئے مکر و فریب کو اپنانا، تو اسی طرح مصلحت
دینیہ کیلئے بھی معصیت کا ارتکاب کرنا جائز نہیں، مثلاً غریبوں
کی مدد کرنے کیلئے چوری اور ڈاکہ زنی کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف
صالحین کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے بے شمار مثالیں ایسی ملیں
گیں کہ انہوں نے دین کیلئے مؤثر سے مؤثر تدبیریں صرف اس لئے
چھوڑ دیں کہ وہ شریعت کے خلاف تھیں، اور وجہ اسکی یہی تھی
کہ مالک کی اطاعت تمام مصالح پر مقدم ہے، اسی لئے انہوں
نے ظاہری مصالح و فوائد کی کوئی پرواہ نہ کی، اور انہیں اہم المصالح

Scanned by CamScanner

(اطاعت مالک لم یزل) پر قربان کر دیا۔

لہذا ٹی وی اور ویڈیو کو بھی علماء کا دینی پروگرامز کے انعقاد کیلئے استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اولاً تو یہ تصویر جیسی لعنت پر مشتمل ہے، اور ثانیاً اگر تصویر نہ بھی ہو تو اس میں مفاسد کثیرہ کے پیش نظر اس کے استعمال کی اجازت دینا انتہائی خطرناک گمراہی کا سبب ہے۔

اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص چیر پھاڑ کرنے والا خطرناک شیر چھوڑ دے، اور وہ شیر قتل عام مچا دے، یا کوئی شخص بجلی کا کرنٹ کسی چیز میں جاری کر دے کہ جو شخص بھی اسکے اوپر سے گزرے وہ کرنٹ اسے ختم کر دے، یا کوئی شخص کھانے میں زہر ملا دے کہ جو بھی اسے کھائے وہ موت کی وادی میں پہنچ جائے، اس کے بعد جب اس شخص پر قتل کا الزام عائد ہو تو وہ کہے کہ میں نے تو قتل نہیں کیا بلکہ شیر، بجلی اور زہر نے قتل کیا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد آپ کے سوالات کا مختصر جواب یہ ہے کہ

۱۔ دینی پروگرامز دیکھنے کیلئے ٹی وی خریدنا اور اسے گھر پر لانا ناجائز و حرام ہے، علمائے کرام کی موجودگی میں ویڈیو بننا جواز کی دلیل نہیں، اس لئے کہ اصل حجت قرآن و حدیث ہے، علمائے کرام کا ناجائز عمل دلیل نہیں بن سکتا، البتہ وہ حضرات اپنے کیئے کے خود ذمہ دار ہیں۔

۲۔ جن دیندار مسلمانوں نے اپنی ٹی وییاں توڑ دیں، تو انہوں نے نہی عن المنکر کرتے ہوئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد "من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ" پر عمل کیا ہے، یقیناً اس کا ثواب انکے اعمال نامے میں درج ہوگا، اب بھی ٹی وی خریدنے سے اجتناب ضروری ہے، ان علمائے کرام کی مجالس میں شریک ہوں جو آمنے سامنے ہوتی ہیں، اور روحانیت سے لبریز ہوتی ہیں۔

۳۔ امید ہے کہ مذکورہ تفصیل سے فرق سمجھ آگیا ہوگا۔ فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ أعلم

کتبہ: سید عطاء الرحمٰن
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ الفاروقیۃ کراتشی
۱۰ / ۶ / ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
[illegible]

الجواب صحیح
[illegible]
۱۶ / ۶ / ۲۸

جامعہ فاروقیہ [illegible] شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی (پاکستان)